سورۃ الکوثر

آیاتہا ۳ | ۱۰۸ سورۃ الکوثر مکیۃ ۱۵ | رکوعہا ۱

یہ سورت مکی ہے(1)؛ یہ حضرت ابن عباس، کلبی اور مقاتل کا قول ہے جب کہ حضرت حسن بصری، عکرمہ، مجاہد اور قتادہ کے قول میں یہ مدنی ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِنَّاۤ اَعۡطَيۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَ ؕ۝

''بے شک ہم نے آپ کو (جو کچھ عطا کیا) بے حد و حساب عطا کیا''۔

اس میں دو مسئلے ہیں:

کوثر سے کیا مراد ہے؟

مسئلہ نمبر 1۔ اِنَّاۤ اَعۡطَيۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَ ۝ یہ عام قراءت ہے۔ حضرت حسن بصری اور طلحہ بن مصرف نے اسے أَنْطَيْنَاكَ پڑھا ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت کیا ہے یہ بھی عطا میں ایک لغت ہے جیسے أنطیته، أعطیته، الکوثر یہ کثرت سے فوعل کا وزن ہے جس طرح نفل سے نوفل کا لفظ ہے اور جھر سے جوھر ہے عرب ہر ایسی چیز جو عدد، قدر اور قدر و منزلت میں کثیر ہو اسے کوثر کہتے ہیں۔ سفیان نے کہا: ایک بوڑھی سے کہا گیا جس کا بیٹا سفر سے لوٹا تھا بم آب أبنك تیرا بیٹا کس کے ساتھ لوٹا؟ عورت نے کہا: بکوثر یعنی کثیر مال کے ساتھ لوٹا۔ مردوں میں سے کوثر اسے کہتے ہیں جو سردار، زیادہ مال والا ہو۔ کیت نے کہا:

وأنتَ کثیرٌ یابنَ مَروانَ طَیِّبٌ   وکان أبوك ابنُ العقائِلِ کَوثرا

''اے ابن مروان! تو کثیر طیب ہے تیرا باپ سرداروں کا بیٹا اور کوثر تھا''۔

کوثر سے مراد جس کے ساتھی اور حمایتی بہت زیادہ ہوں۔ غبار میں سے کوثر سے مراد کثیر ہے۔ قد تکوثر جب وہ کثیر ہو۔ شاعر نے کہا:

وقد ثارَ نقعُ الموتِ حتی تکوثرا

موت کا غبار اڑا یہاں تک کہ وہ بہت زیادہ ہو گیا۔

1۔ زاد المسیر، جلد 8، صفحہ 331

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کردہ کوثر

مسئلہ نمبر 2۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کوثر عطا کیا گیا علماء تاویل نے اس کے سولہ قول ذکر کیے ہیں۔

(۱) یہ جنت میں ایک نہر ہے؛ امام بخاری نے اسے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے؛ امام ترمذی نے بھی اسے روایت کیا ہے۔ ہم نے اس کا ذکر کتاب ''تذکرہ'' میں کیا ہے (1)۔ امام ترمذی نے اسے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کوثر جنت میں ایک نہر ہے اس کے کنارے سونے کے، اس کے راستے موتیوں اور یاقوت کے، اس کی مٹی کستوری سے زیادہ خوشبودار، اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ سفید ہے'' یہ حدیث حسن صحیح ہے (☆)۔

(۲) یہ موقف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حوض ہے؛ یہ عطا کا قول ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اسی اثنا میں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کو ہلکی سی نیند آئی پھر آپ نے مسکراتے ہوئے اپنا سر اٹھایا ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! کس چیز نے آپ کو ہنسایا ہے؟ فرمایا: ''مجھ پر ابھی ایک سورت نازل ہوئی ہے تو آپ نے پڑھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝ '' پھر پوچھا: ''کیا تم جانتے ہو کوثر کیا ہے؟'' ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: ''وہ ایک نہر ہے جس کا میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا ہے اس پر خیر کثیر ہے وہ ایک حوض ہے قیامت کے روز میری امت اس پر وارد ہوگی اس کے برتن ستاروں کی تعداد کے برابر ہیں ان میں سے ایک آدمی کو الگ کر لیا جائے گا میں کہوں گا: وہ میری امت میں سے ہے تو کہا جائے گا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جانتے اس نے آپ کے بعد کیا کچھ کیا'' (2)۔

میدان محشر میں حوض کے بارے میں کثیر روایات ہیں ہم نے ان کا ذکر کتاب ''تذکرہ'' میں کیا ہے۔ اس کے چاروں کونوں پر خلفاء اربعہ ہوں گے جس نے ان میں سے کسی ایک سے بھی بغض رکھا دوسرا اسے نہیں پلائے گا۔ ہم نے اسی کتاب میں ان کا ذکر کیا ہے جن کو وہاں سے دور کر دیا جائے گا جو اس پر آگاہی چاہتا ہے وہاں سے وہ پڑھ لے۔ پھر یہ جائز ہے کہ اس نہر اور حوض کو کوثر کہا جائے کیونکہ وہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے وارد ہونے والے اور پینے والے کثیر ہوں گے۔ اسے یہ نام اس لیے دیا گیا کیونکہ اس میں خیر کثیر اور کثیر پانی ہوگا۔

(۳) کوثر سے مراد نبوت اور کتاب ہے (3)۔

(۴) حضرت عکرمہ کا قول ہے: اس سے مراد قرآن ہے (4)؛ یہ حضرت حسن بصری کا قول ہے۔

(۵) اس سے اسلام مراد ہے؛ یہ مغیرہ نے بیان کیا ہے۔

1۔ جامع ترمذی، کتاب التفسیر، سورۂ کوثر، جلد 2، صفحہ 172
2۔ صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب حجۃ من قال لا یجھر بالبسملۃ، جلد 1، صفحہ 172
3۔ زاد المسیر، جلد 8، صفحہ 332
4۔ ایضاً

☆ جامع ترمذی، باب ومن سورۃ الکوثر، حدیث نمبر 3284، ضیاء القرآن پبلی کیشنز

(۶) قرآن کو آسان بنا دینا اور احکام میں تخفیف رکھنا؛ یہ حسین بن فضل کا قول ہے۔

(۷) صحابہ، امت اور حمایتیوں کی کثرت مراد ہے (1)؛ یہ ابو بکر بن عیاش اور یمان بن رباب کا قول ہے۔

(۸) اس سے مراد ایثار ہے؛ یہ ابن کیسان کا قول ہے۔

(۹) اس سے مراد رفعت ذکر ہے؛ یہ ماوردی نے بیان کیا ہے۔

(۱۰) یہ تیرے دل میں نور ہے جس نے تیری میری طرف راہنمائی کی اور میرے سوا ہر چیز سے تجھے الگ کر دیا۔

(۱۱) ایک قول یہ کیا گیا ہے: اس سے مراد شفاعت ہے۔

(۱۲) ایک قول یہ کیا گیا: اس سے مراد معجزات ہیں جنہوں نے آپ کی دعوت پر لبیک کہی انہیں ان کے ذریعہ ہدایت دی گئی؛ اسے ثعلبی نے بیان کیا ہے۔

(۱۳) ہلال بن یساف نے کہا: اس سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے۔

(۱۴، ۱۵) ایک قول یہ کیا: اس سے مراد پانچ نمازیں ہیں۔ ایک قول یہ کیا گیا: اس سے مراد دین میں سمجھ بوجھ ہے۔ ابن اسحاق نے کہا اس سے مراد عظیم امر ہے۔

اور لبید کا شعر ذکر کیا:

وصاحب مَلْحوبٍ فُجِعْنا بفقدِهِ وعِنْدَ الرَّدَاعِ بيت آخَرَ كَوْثَر

ملحوب (چشمہ) کے مالک کی موت پر ہم پر اچانک مصیبت آن پڑی جب کہ رداع (چشمہ) کے پاس ایک اور عظیم گھرانہ ہے۔

میں کہتا ہوں: ان تمام اقوال میں سے صحیح ترین پہلا اور دوسرا قول ہے کیونکہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور کوثر کے بارے میں نص ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو سنا جو حوض کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے فرمایا: میرا خیال نہیں تھا کہ میں اتنا عرصہ زندہ رہوں گا یہاں تک کہ میں تمہارے جیسے آدمیوں کو دیکھوں گا جو حوض کے بارے میں جھگڑا کریں گے میں اپنے پیچھے ایسی بوڑھی عورتیں چھوڑ کر آیا ہوں ان میں سے کسی نے نماز نہیں پڑھی مگر اس نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض سے سیراب کرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض کے بارے میں شاعر کہتا ہے:

ياصاحبَ الحوضِ مَنْ يُدَانِيكَا وأنتَ حقًّا حبيبُ بارِيكَا

اے حوض کے مالک! کون تیرے قریب پھٹک سکتا ہے تو یقیناً اپنے خالق کا محبوب ہے۔

حوض کی تفسیر میں جو کچھ کہا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے زیادہ عطا فرمایا۔

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝

"پس آپ نماز پڑھا کریں اپنے رب کے لیے اور قربانی دیں (اسی کی خاطر)"۔

1۔ زاد المسیر، جلد 8، صفحہ 332

اس میں پانچ مسائل ہیں:

نماز سے کون سی نماز مراد ہے؟ اور قربانی سے کیا مراد ہے؟

مسئلہ نمبر 1۔ فَصَلِّ جو نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض کی گئی ہے اس کو قائم کریں۔ ضحاک نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ قتادہ، عطا اور عکرمہ نے کہا: اس کا معنی ہے قربانی کے دن عید کی نماز پڑھیں اور اپنی قربانیوں کو ذبح کریں (1)۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے قربانی کو ذبح کرتے پھر نماز ادا فرماتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے نماز پڑھیں پھر قربانی کریں۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: صبح کی فرض نماز مزدلفہ میں پڑھیں اور منیٰ میں جانور ذبح کریں۔ حضرت سعید بن جبیر نے یہ بھی کہا: یہ سورت اس وقت نازل ہوئی جب حدیبیہ کے مقام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت اللہ شریف کی زیارت سے روک دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ نماز ادا کریں، جانور کو ذبح کریں اور واپس چلے جائیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا۔

ابن عربی نے کہا: جس نے کہا اللہ تعالیٰ کے فرمان فَصَلِّ سے مراد پانچ نمازیں ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ عبادات کا رکن، اسلام کی بنیاد اور دین کا عظیم اصول ہے۔ جس نے کہا: اس سے مراد مزدلفہ میں صبح کی نماز ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ حکم نحر کے ساتھ ملا ہوا ہے اور یہ اسی دن ہوتا ہے اور اسی روز قربانی دینے سے پہلے اس نماز کے علاوہ کوئی نماز نہیں اس نماز کا خصوصاً اس لیے ذکر کیا کیونکہ یہ قربانی کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔

میں کہتا ہوں: جس نے کہا اس سے مراد نماز عید ہے تو یہ مکہ مکرمہ کے علاوہ ہوگی کیونکہ اجماع یہی ہے کہ مکہ مکرمہ میں عید قربانی نہیں ہوتی یہی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حکایت بیان کی ہے۔ ابن عربی نے کہا: جہاں تک امام مالک کا تعلق ہے انہوں نے فرمایا: جس نے اس بارے میں کوئی روایت نہیں سنی اس کی تعبیر کے حوالے سے جو چیز میرے دل میں راسخ ہے کہ اس سے مراد یوم نحر کے روز نماز ہے اور قربانی بعد میں ہوگی۔

حضرت علی شیر خدا اور حضرت محمد بن کعب نے کہا: اس کا معنی ہے نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر نحر (جس جگہ سے اونٹ ذبح کیا جاتا ہے) کے بالمقابل رکھو (2)؛ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تکبیر کہتے وقت ہاتھ نحر تک اٹھائے جائیں۔ جعفر بن علی سے بھی اسی طرح مروی ہے انہوں نے اس کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہا: جب تکبیر تحریمہ کہے تو وہ اپنے ہاتھ نحر تک اٹھائے (3)۔ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل امین سے کہا: ''یہ نحیرہ کیا ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے؟'' حضرت جبریل امین نے کہا: یہ کوئی قربانی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیتا ہے کہ جب تو نماز کے لیے تکبیر تحریمہ کہے تو تکبیر کہتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھائے اسی طرح جب تو رکوع سے سر کو اٹھائے اور جب تو سجدہ کرے کیونکہ یہ ہماری اور ان

1۔ زاد المسیر، جلد 8، صفحہ 332 2۔ احکام القرآن لابن العربی، جلد 4، صفحہ 1987 3۔ تفسیر طبری، جز 30، صفحہ 397

فرشتوں کی نماز ہے جو ساتویں آسمان میں ہیں ہر شئی کی زینت ہوتی ہے اور نماز کی زینت ہر تکبیر کے موقع پر ہاتھ اٹھانا (1) ہے"۔
ابو صالح نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ قربانی کرتے وقت قبلہ رو ہو جائیں؛ یہی فراء کلبی اور ابواحوص کا قول ہے۔ اسی معنی میں شاعر کا قول ہے:

أبا حكم ما أَنْتَ عَمُّ مُجالِدٍ وسَيِّدُ أهلِ الأَبْطَحِ المُتَنَاحِرِ

اے ابوحکم! تو مجالد کا چچا اور اہل ابطح جو بالمقابل ہیں ان کا سردار نہیں۔

فراء نے کہا: میں نے ایک عربی کو کہتے ہوئے سنا منازِلُنا تَتَنَاحَرُ ہمارے گھر ایک دوسرے کے بالمقابل ہیں۔ هذا بنحر هذا یہ اس کے بالمقابل ہیں۔ ابن اعرابی نے کہا: اس کا معنی ہے آدمی کا حالت نماز میں محراب کے سامنے کھڑا ہونا۔ یہ عربوں کے اس قول سے ماخوذ ہے: منازلُهُمْ تَتَنَاحَر ان کے گھر ایک دوسرے کے مقابل ہیں۔ عطا سے مروی ہے: اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ بیٹھنے کی حالت میں دو سجدوں کے درمیان سیدھا ہو یہاں تک کہ اس کا نحر (سینے کے اوپر والا حصہ) ظاہر ہو۔ سلیمان تیمی نے کہا: دعا کے وقت اپنے ہاتھوں کو نحر تک اٹھاؤ۔

ایک قول یہ کیا گیا ہے: فَصَلِّ کا معنی ہے اس کی عبادت کرو (2)۔ محمد بن کعب قرظی نے کہا: اس کا معنی ہے جو لوگ غیر اللہ کے لیے نماز پڑھتے ہیں اور غیر اللہ کے لیے جانور قربان کرتے ہیں جب کہ ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمایا ہے آپ کی نماز اور قربانی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے ہونی چاہیے۔

ابن عربی نے کہا: میرے نزدیک اس کی تعبیر یہ ہے اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا اپنے رب کی عبادت کیجئے اس کے لیے جانور قربانی کیجئے آپ کا عمل کسی کے لیے بھی نہیں ہونا چاہیے مگر اس کے لیے جس نے تجھے کوثر کے ساتھ خاص کیا اور مناسب یہی ہے کہ تمام اعمال کوثر کی اس خصوصیت کے ہم پلہ ہوں (3)۔ اس سے مراد خیر کثیر ہے جو اللہ تعالیٰ نے تجھے عطا فرمائی ہے یا اس سے مراد وہ نہر ہے جس کی مٹی کستوری کی ہے، اس کے برتنوں کی تعداد آسمان کے ستاروں کی مثل ہے رہا یہ معاملہ کہ کوثر یوم نحر کی نماز، ایک مینڈھے، گائے یا اونٹ کی قربانی کی مثل ہو جائے تو یہ تقدیر و تدبیر میں بہت ہی بعید ہے اور ثواب کا عبادت کے موازن ہونا بعید ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

قربانی اور اس کا وقت

مسئلہ نمبر 2۔ قربانی، اس کی فضیلت اور اس کے وقت کے بارے میں گفتگو سورۃ الصافات میں گزر چکی ہے یہاں اس کے اعادہ کی کوئی ضرورت نہیں سورۂ حج میں بھی ہم نے اس کے تمام احکامات بیان کر دیئے ہیں۔ ابن عربی نے کہا: عجیب و غریب بات یہ ہے کہ امام شافعی نے کہا: جس نے نماز سے قبل قربانی کر دی تو اس کے لیے یہ جائز ہے اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں

1۔ امام شافعی وغیرہ ایسی روایات سے استدلال کرتے ہیں اور ان مواقع پر ہاتھ اٹھانے کا حکم دیتے ہیں جب کہ امام ابوحنیفہ اور آپ کے مقلدین تکبیر اولی کے وقت ہاتھ اٹھانے کا معمول رکھتے ہیں شرح معانی الآثار جلد اول امام طحاوی نے اس پر مفصل بحث کی ہے اور دلائل نقلیہ اور عقلیہ سے امام اعظم ابوحنیفہ کا نقطۂ نظر راجح قرار دیا ہے۔

2۔ تفسیر طبری، جز 30، صفحہ 399

3۔ احکام القرآن لابن العربی، جلد 4، صفحہ 1988

ارشاد فرماتا ہے: فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝ اللہ تعالیٰ نے قربانی سے پہلے نماز سے کلام کو شروع فرمایا (1)۔ بخاری اور دوسری کتب میں حضرت براء بن عازب سے روایت مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ہم اپنے اس روز میں سب سے پہلے نماز پڑھیں گے پھر ہم لوٹیں گے اور جانور قربانی کریں گے جس نے اس طرح کیا تو اس نے ہماری عبادت کو پالیا اور جس نے اس سے پہلے جانور ذبح کر دیا تو وہ گوشت ہے جو اس نے اپنے اہل کو بھیجا قربانی میں سے یہ کچھ بھی نہیں''۔ جب کہ امام شافعی کے اصحاب آپ سے اس مسئلہ میں اختلاف کرتے ہیں یہ موافقت کتنی ہی اچھی ہے۔

وَانْحَرْ کی تشریح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ارشاد کی روشنی میں

مسئلہ نمبر 3۔ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے جو مروی ہے کہ وَانْحَرْ کا معنی ہے کہ نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا۔ اسے دار قطنی نے نقل کیا ہے ہمارے علماء کے اس بارے میں تین قول ہیں جو باہم مختلف ہیں:

(۱) فرض اور نفل میں ہاتھ نہ رکھے کیونکہ اس کا تعلق سہارا لینے سے ہے فرض میں اس طرح کرنا جائز نہیں اور نفل میں مستحب نہیں (۲) فرض نماز میں ایسا نہ کرے اور نفل میں بطور استعانت کے کرے کیونکہ یہ رخصت کا موقع ہوتا ہے (۳) فرض اور نفل دونوں صورتوں میں ہاتھ باندھے یہی صحیح ہے کیونکہ یہ امر ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا یہ حضرت وائل بن حجر اور دوسرے صحابہ سے ثابت ہے۔ ابن منذر نے کہا: یہی امام مالک، امام احمد اور اسحاق نے کہا یہی امام شافعی سے منقول ہے اصحاب الرائے نے بھی اسے ہی پسند کیا ہے ایک جماعت نے ہاتھ چھوڑنے کی رائے قائم کی ہے جن سے ہم نے یہ قول روایت کیا ہے ان میں ابن منذر، حضرت حسن بصری اور ابراہیم نخعی ہیں۔

میں کہتا ہوں: یہ امام مالک سے بھی مروی ہے۔ ابن عبد اللہ نے کہا: ہاتھوں کو چھوڑنا اور دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنا یہ سب نماز کا طریقہ ہے۔

نماز میں ہاتھ باندھنے کا مقام

مسئلہ نمبر 4۔ جہاں ہاتھ رکھے جائیں گے اس میں علماء نے اختلاف کیا ہے۔ حضرت علی شیر خدا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ سینے پر رکھے (2)۔ سعید بن جبیر اور امام احمد بن حنبل نے کہا: ناف کے اوپر اور کہا: اگر ناف کے نیچے ہوں تو کوئی حرج نہیں۔ ایک جماعت نے کہا: ناف کے نیچے؛ یہ حضرت علی شیر خدا، حضرت ابو ہریرہ، امام نخعی (3) اور ابو مجلز سے مروی ہے؛ یہی قول سفیان ثوری اور اسحاق کا بھی ہے۔

رفع یدین کے بارے میں پایا جانے والا اختلاف

مسئلہ نمبر 5۔ تکبیر تحریمہ، رکوع اور رکوع اور سجود سے اٹھتے وقت تکبیر کہتے وقت ہاتھ اٹھانے میں اختلاف ہے۔

1۔ احکام القرآن لابن العربی، جلد 4، صفحہ 1990
2۔ تفسیر طبری، جز 30، صفحہ 396
3۔ سنن ابی داؤد، باب وضع الیمنی علی الیسری فی الصلاۃ، حدیث نمبر 645-646، ضیاء القرآن پبلی کیشنز

دار قطنی نے اسے حمید سے انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں داخل ہوتے، جب رکوع کرتے، رکوع اور سجود سے جب سر اٹھاتے تو اپنے ہاتھوں کو اٹھایا کرتے تھے۔ حمید سے مرفوع روایت صرف عبد الوہاب ثقفی نے کی ہے۔ صحیح یہ ہے کہ یہ حضرت انس کا فعل ہے۔ صحیحین میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب آپ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ وہ دونوں کندھوں کے برابر ہو جاتے پھر آپ تکبیر کہتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہی عمل رکوع کے لیے تکبیر کہتے ہوئے کرتے اور رکوع سے سر کو اٹھاتے وقت بھی اسی طرح کرتے تھے اور کہتے: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ۔ جب سجدہ سے سر کو اٹھاتے تو ایسا نہ کیا کرتے تھے۔ ابن منذر نے کہا: یہ لیث بن سعد، امام شافعی، امام احمد، اسحاق اور ابن ثور کا قول ہے۔ ابن وہب نے امام مالک سے یہی قول نقل کیا ہے۔ میں بھی یہ کہتا ہوں کیونکہ یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ ایک جماعت کی رائے ہے: نمازی جب نماز شروع کرے گا تو وہ اپنے ہاتھوں کو اٹھائے گا اور باقی مقامات پر ہاتھ نہیں اٹھائے گا؛ یہ سفیان ثوری اور اصحاب الرائے کا نقطہ نظر ہے۔

میں کہتا ہوں: امام مالک کا یہی مشہور مذہب ہے کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعود کی رائے یہی ہے اسے دار قطنی نے اسحاق بن ابی اسرائیل سے روایت کیا ہے (1) کہا ہمیں محمد بن جابر نے حماد بن ابراہیم سے وہ علقمہ سے وہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ نماز کے شروع میں پہلی تکبیر کے علاوہ اپنے ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ اسحاق نے کہا: ہم تمام نماز میں اسی پر عمل کرتے ہیں۔ دار قطنی نے کہا: محمد بن جابر، حماد سے روایت کرنے میں اکیلا ہے جب کہ وہ ضعیف ہے، حماد نے ابراہیم سے روایت نقل کی حماد کے علاوہ جو راوی ہیں انہوں نے ابراہیم سے مرسل روایت نقل کی ہے کہ یہ حضرت عبداللہ کا فعل ہے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوع روایت نہیں یہی صحیح ہے۔

یزید بن ابی زیاد، عبد الرحمن بن ابی لیلی سے وہ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب آپ نے نماز شروع کی تو اپنے ہاتھوں کو اٹھایا یہاں تک کہ انہیں اپنے دونوں کانوں کے برابر کر دیا پھر ایسا نہ کیا یہاں تک کہ نماز سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہو گئے۔ دار قطنی نے کہا: یزید نے اپنی آخری عمر ثم لم یعد کی تلقین کی تو انہوں نے اس تلقین کو قبول کیا جب کہ اس میں اختلاط واقع ہو گیا۔ امام مالک سے مروی ہے: آپ نماز میں کسی موقع پر ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ ابن قاسم نے کہا: میں نے انہیں تکبیر تحریمہ کے وقت بھی ہاتھ اٹھاتے ہوئے نہیں دیکھا کہا: میرے لیے یہی محبوب ہے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت بھی ہاتھ اٹھانے کے عمل کو ترک کر دیا جائے۔

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝

''یقیناً آپ کا جو دشمن ہے وہی بے نام و نشان ہوگا''۔

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو بغض رکھنے والا ہے وہ بے نام و نشان ہونے والا ہے۔ وہ عاص بن وائل ہے۔ وہ آدمی جس کے

1۔ سنن دار قطنی، کتاب الصلوٰۃ، جلد 1، صفحہ 295

بیٹے اور بیٹیاں ہوتیں پھر بیٹے مرجاتے اور بیٹیاں باقی رہ جاتیں تو عرب اسے ابتر کہتے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عاص بن وائل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑے گفتگو کر رہا تھا تو قریش کے سرداروں نے اسے کہا: تو کس کے ساتھ کھڑا تھا؟ اس نے جواب دیا اس ابتر کے ساتھ۔ اس سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت عبداللہ فوت ہو چکے تھے وہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بطن سے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی اس کا ذکر دنیا و آخرت کی بھلائیوں سے ختم ہو جائے گا۔ عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں جب کسی کا بیٹا فوت ہو جاتا تو کہتے: فلاں دم بریدہ ہو گیا۔ جب حضرت ابراہیم جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے تھے فوت ہوئے تو ابوجہل اپنے ساتھیوں کی طرف نکلا تو اس نے کہا: بتر محمد تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل کیا یعنی ابوجہل ابتر ہے۔

شمر بن عطیہ نے کہا: اس سے مراد عقبہ بن ابی معیط ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: قریش اس آدمی کے بارے میں کہا کرتے تھے جس کی مذکر اولاد فوت ہو جاتی ہے: قد بتر فلان جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک بیٹے حضرت قاسم مکہ مکرمہ میں اور ایک بیٹے حضرت ابراہیم مدینہ منورہ میں فوت ہو گئے تو کفار نے کہا: بتر محمد (1)۔ اب ہے کوئی ایسا آدمی جوان کے بعد ان کے معاملات چلائے گا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی؛ یہ سدی اور ابن یزید نے کہا۔

ایک قول یہ کیا گیا ہے: یہ قریش کا جواب تھا جب انہوں نے کعب بن اشرف سے کہا جب وہ مکہ مکرمہ آیا: ہم حاجیوں کو پانی پلانے والے، بیت اللہ کے خادم، اس کے دربان اور لشکر کشی کے وقت جھنڈے والے ہیں جب کہ تو اہل مدینہ کا سردار ہے کیا ہم بہتر ہے یا وہ صُنَیبر اور اُبَیتر بہتر ہے؟ کعب نے کہا: بلکہ تم بہتر ہو تو کعب کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ (سورۃ النساء آیت 51) کیا آپ نہیں دیکھتے انہیں جنہیں کتاب میں سے حصہ دیا گیا وہ جبت اور طاغوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور قریش کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝ یہ حضرت ابن عباس اور عکرمہ کا نقطہ نظر ہے۔

ایک قول یہ کیا گیا ہے: اللہ تعالیٰ نے جب اپنے رسول کی طرف وحی کی اور قریش کو ایمان کی دعوت دی تو انہوں نے کہا: ابتر منا محمد یعنی اس نے ہماری مخالفت کی اور ہم سے الگ ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ وہ دم بریدہ ہیں؛ یہی قول عکرمہ اور شہر بن حوشب نے کیا ہے۔

اہل لغت نے کہا: انسانوں میں سے ابتر اسے کہتے ہیں جس کی کوئی اولاد نہ ہو اور چوپاؤں میں سے اسے کہتے ہیں جس کی دم نہ ہو اور ہر ایسا امر جس کا اثر خیر میں سے ختم ہو جائے تو اسے ابتر کہتے ہیں۔ بتر کا معنی کاٹنا ہے جس طرح یہ جملہ بولا جاتا ہے: بترت الشئ بترا میں نے اسے مکمل ہونے سے پہلے کاٹ دیا۔ انبتار کا معنی انقطاع ہے باتر سے مراد کاٹ دار تلوار ہے ابتر سے مراد جس کی دم کٹی ہو۔ اس معنی میں تو کہتا ہے: بتر یبتر بترا حدیث طیبہ میں ہے ما ھذہ البتیراء، خطب زید

1۔ یہ روایت تو محل نظر ہے کیونکہ ابوجہل تو غزوہ بدر میں مارا گیا تھا جو سن دو ہجری میں ہوا تھا اور حضرت ابراہیم کی ولادت حضرت ماریہ قبطیہ کے بطن سے ہوئی تھی جو مقوقس شاہ مصر نے بھیجی تھی۔ حضرت ابراہیم کا سن وصال 10 ہجری ذکر کیا گیا ہے۔ مترجم

خطبتہ البتراء اس کے خطبہ کے بارے میں یہ جملہ اس لیے بولا جاتا ہے کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد نہ کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف نہ پڑھا۔ ابن سکیت نے کہا: الابتران سے مراد گدھا اور غلام ہے انہیں ابترین اس لیے کہتے ہیں کیونکہ ان دونوں میں بھلائی کم ہوتی ہے۔ قد ابترہ اللہ یعنی اللہ تعالیٰ نے اسے ابتر بنا دیا۔ یہ بھی لفظ بولا جاتا ہے: رجل أباتر ایسا آدمی جو اپنی رحم کو قطع کرتا ہے۔ شاعر نے کہا:

لَئِيمٌ نَزَتْ فِی أَنْفِهِ خُنْزُوَانَةٌ　　علی قَطْعِ ذِی القُرْبَیٰ أَحَذُّ أُبَاتِرُ

وہ کمینہ ہے اس کی ناک میں تکبر کے قطرات ٹپکائے گئے ہیں وہ قریبی لوگوں سے تعلق قطع کرنے والا ہے۔

بتریہ یہ زیدیہ کا ایک فرقہ ہے یہ لوگ مغیرہ بن سعد کی طرف منسوب ہیں جس کا لقب ابتر تھا جہاں تک صنبور کا تعلق ہے یہ ایک مشترک لفظ ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: اس سے مراد ایک ایسی کھجور ہے جو الگ تھلگ ہوتی ہے جس کا نیچے والا حصہ پتلا ہوتا ہے اور اس کا چھلکا اترا ہوا ہوتا ہے یہ جملہ بولا جاتا ہے: صَنْبَرَ أسفلُ النخلة ایک قول یہ کیا جاتا ہے: اس سے مراد ایسا آدمی ہوتا ہے جو تنہا ہو اس کی کوئی اولاد نہ ہو اور نہ کوئی بھائی ہو۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: اس سے مراد خاص طور پر حوض کے پانی کے بہنے کی جگہ کو کہتے ہیں، ابو عبید نے یہی بیان کیا ہے اور یہ شعر پڑھا:

مابین صُنْبورٍ إلی الإزاءِ

''صنبور (1) اور ازاء (2) کے درمیان''۔

صنبور اس نڑ کو کہتے ہیں جو برتن میں ہو خواہ وہ برتن لوہے کا ہو یا سکے کا ہو اس سے پانی پیا جاتا ہے۔ ان سب اقوال کو جوہری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

1۔ 2۔ دونوں کا معنی پانی بہنے کی جگہ۔